Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 92-113
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2249
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

پاکستان کے معاشی استحکام کی حکمت عملی: سیرت طیبہ کی روشنی میں ارتباطی مطالعہ

Strategies to Economic Stability in Pakistan: A Study in the Light of Seerah

Dr. Saeed Ahmad Saeedi
Associate professor, Institute of Islamic Studies, University of the Punjab, Lahore.
saeed.is@pu.edu.pk

Abstract

After gracing the universe with beautiful creations, Allah extended his benevolence to mankind and sent prophets to refine their characters. Then he announced the completion of the divine message by sealing the chain of prophethood on the holy prophet Muhammad (ﷺ) and declaring the life of the holy prophet a role model for humanity. Hence, individuals and communities can seek comprehensive guidance from the life of the Holy Prophet, seeking solutions not only for religious dilemmas but also for economic, social, and ethical challenges across every facet of life. In the pursuit of wisdom, scholars have crafted the realm of "Fiqh ul Sirah," a dedicated knowledge to navigate and resolve a spectrum of issues by drawing upon the noble life of the holy prophet (ﷺ). Whether it is individual life or collective life, the economy has a great impact on them because it is an essential need for continuity of life. The Prophet Muhammad ﷺ not only illuminated the path for spiritual matters, but he intricately weaved rules and guidance for fostering the development of societies. This article delves into the economic facets illuminated by the Messenger of Allah, peace be upon him. These insights served as the bedrock for the ascent of Muslims as a formidable economic force. Throughout the annals of Muslim history, the resilience of Muslim states in the face of economic challenges stands as a testament, with not a single instance where a Muslim state succumbed to economic ruin.

Keywords

Economic Stability, Seerah Studies, Islamic Economics, Economic Strategy.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

خالق کائنات نے اس کائنات کو حسن تخلیق سے بہرہ مند کرنے کے بعد انسانیت پر یہ احسان بھی فرمایا کہ اس کے کردار کو نکھارنے کیلئے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور پھر سلسلہ نبوت کو ذات محمد مصطفی ﷺ پر مکمل کرتے ہوئے دین کی تکمیل کا اعلان فرمادیا۔ اللہ تعالی نے اپنے رسول مکرم ﷺ کی حیات مبارکہ کو لوگوں کیلئے اسوہ حسنہ قرار دیا۔لہذا لوگ انفرادی اور اجتماعی سطح پر آپ ﷺ کی ذات مبارکہ سے رجوع کرکے دینی مسائل کے ساتھ ساتھ اپنے معاشی و معاشرتی اور سماجی واخلاقی الغرض زندگی کے ہر شعبہ کے مسائل کے حل کیلئے رہنمائی حاصل کرسکتے ہیں۔ سیرت مصطفی ﷺ سے استفادہ کرتے ہوئے ہر طرح کے مسائل کے حل کیلئے علماء نے "فقہ السیرۃ" کے نام سے ایک الگ علم کی تشکیل بھی کی ہے۔

کسی فرد کی انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی، ہر دو میں معاش اور معیشت کا گہرا عمل دخل ہے کیونکہ یہ نظام حیات کے تسلسل کیلئے بنیادی ضرورت ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جہاں دیگر معاملات میں لوگوں کی کامل رہنمائی فرمائی، وہیں پر اس پہلو کو بھی تشنہ نہ چھوڑا بلکہ ایسے اصول وضوابط بیان فرمائے جن کی بدولت کوئی بھی معاشرہ ترقی کرتا ہے۔ زیر نظر مقالہ ملکی معاشی استحکام کیلئے حکمت عملی، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں میں رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ ان چند معاشی پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی بدولت مسلمان عظیم معاشی طاقت بنے اور پوری مسلم تاریخ میں کوئی ایسا لمحہ نہیں آیا جب کوئی مسلمان ریاست معاشی طور پر تباہی کا شکار ہوئی ہو۔

2 معیشت کا مفہوم

معیشت اور معاش عربی کے لفظ 'عیش' سے ماخوذ ہیں، جس کا معنی ہے **ما يعاش به** یعنی وہ ذرائع جن سے زندگی بسر کی جاسکے۔ جبکہ صاحب القاموس کے مطابق اس کی تعریف یوں ہے:

> المعيشة التی تعيش بها من المطعم والمشرب و ما تكون به الحيوة و ما يعاش به او فيه[1]
>
> یعنی معیشت سے مراد کھانے پینے کے وہ ذرائع ہیں جن پر زندگی کا دارومدار ہوتا ہے اور جن سے زندگی بسر کی جاتی ہے۔

اسی سے متعلق ایک پورا علم مرتب کیا گیا جسے علم معاشیات کا نام دیا جاتا ہے جس کی تعریف درج ذیل ہے:

معاشیات سے مراد وہ سائنس ہے جو تبادلے سے متعلق قوانین کو کنٹرول کرتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ قوانین بنانے والے لین دین اور دولت کی منتقلی پر کنٹرول رکھتے ہیں۔

Economics is the study of scarcity and its implications for the use of resources, production of goods and services, growth of production and welfare over time, and a great variety of other complex issues of vital concern to society.[2]

معاشیات وسائل کے استعمال، اشیاء اور خدمات کی پیداوار، وقت کے ساتھ ساتھ پیداوار، فلاح و بہبود میں اضافے اور معاشرے کیلئے اہم تشویش کے دیگر پیچیدہ مسائل کی ایک بڑی قسم کا مطالعہ ہے۔

2.1 اسلامی نقطہ نظر سے معیشت کی اہمیت

اسلامی نقطہ نظر سے معیشت کا تصور اور اہمیت یوں ہے کہ قرآن پاک کی آیت **هو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا**[3] سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھانا ہر کسی کا حق ہے۔ دوسری جگہ خالق کائنات نے ارشاد فرمایا **وجعلنا لكم فيها معايش**[4] یعنی لوگوں کیلئے روزی اور معیشت کے اسباب اور ذرائع تو خالق کائنات سے بنا دیئے اور **وما من دابة فى الارض الا على الله رزقها**[5] کا اعلان بھی فرما دیا تاہم اس کے ساتھ انسان کو اس بات کا پابند بنا دیا کہ وہ صرف جائز اور حلال ذرائع کو اپنائے حرام اور ناجائز سے بچے ورنہ مستحق سزا و عذاب ہو گا۔

سیرتِ نبوی ﷺ خصوصاً مدنی دور میں جبکہ مسلم ریاست معرض وجود میں آ گئی تھی، اس بات کا عملی مظاہرہ ملتا ہے کہ معاشرے کی معاشی بحالی اور حقِ معاش کی فراہمی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ قرآن مجید میں بھی جہاں جہاں بندوں کو رزق فراہم کرنے کا وعدہ فرمایا گیا وہیں پر اسلامی ریاست کو اس بنیادی ذمہ داری سے خبردار کیا گیا ہے۔ یہ قرآنی احکام خالق کائنات کی اس منشاء سے مطلع کرتے ہیں۔ لہٰذا اسلامی ریاست کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کرے کیونکہ ایسا کرنا ہی اس کے قیام و بقا اور ترقی کا ضامن ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے معاشرے کے تمام افراد کو بنیادی حقِ معاش میں مساوات ملحوظ رکھنے کا حکم صادر فرمایا اور معیشت سے محروم لوگوں کی کفالت کا باقاعدہ انتظام بھی فرمایا۔

2.2 معیشت کا فرد، معاشرے اور ملک سے تعلق

انسان کی انفرادی زندگی ہو یا معاشرتی، معیشت کی ضرورت و اہمیت بہر حال مسلم ہے۔ اس کا تعلق ایک فرد سے بھی ہے، اس طرح کہ ہر انسان میں فطری طور پر یہ جذبہ موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اٹھائے لیکن یہ انفرادی جذبہ فطرت کے قوانین کے مطابق وسائل حیات کی کشاکش میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر انسان کو اجتماعی زندگی پر مجبور کرتا ہے۔ یوں انفرادی زندگی سے

نکل کر معیشت کا تعلق اجتماعی زندگی سے بن جاتا ہے۔ پھر یہ اجتماعی حیات کسی نظام کے بغیر متصور نہیں ہو سکتی جب تک کہ ان کے درمیان ایسا تعاون واشتراک موجود نہ ہو جس کی بنیاد عدل اور حق معیشت کی مساوات پر ہو۔ چونکہ قانون اور نظام کا تعلق قوم اور ملک سے ہے لہذا اس طرح معیشت کا تعلق فرد اور معاشرے کے بعد ملک سے بن جاتا ہے۔

2.3 بہترین معاشی نظام کے اصول

کسی معاشی نظام کو بہترین قرار دینے کیلئے ضروری ہے کہ اس میں درج ذیل چار اصول پائے جاتے ہوں:

1. وہ نظام ہر متعلقہ فرد کی معاشی زندگی کا کفیل ہو اور اپنے دائرہ عمل میں کسی بھی فرد کو معاشی زندگی سے محروم نہ رکھتا ہو۔
2. ایسے اسباب و وسائل کو قلع قمع کرتا ہو جو معاشی لوٹ مار کا موقع دے کر افرادِ انسانی کے درمیان ظلم و استبداد کی راہیں کھولتے اور معاشی نظام کے فساد کا موجب بنتے ہوں۔
3. دولت اور اسبابِ دولت کو کسی خاص فرد یا محدود جماعت کے اندر سمٹ آنے اور اس فرد یا جماعت کو نظام معیشت پر قابض و مسلط ہونے سے باز رکھتا ہو تا کہ معاشی نظام کائناتِ انسانی کی فلاح کے بجائے مخصوص طبقوں کے اغراض کا آلہ کار بن کر نہ رہ جائے۔
4. محنت اور سرمایہ کے درمیان صحیح توازن قائم کرتا ہو اور ایک دوسرے کی حدود پر غاصبانہ لوٹ مار سے بچاتا ہو۔

جب ہم رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے معاشی نظام کا جائزہ لیتے ہیں تو نہ صرف یہ کہ ہمیں یہ اصول کماحقہ اس میں موجود ہیں بلکہ افراط و تفریط سے پاک معیشت کے جو اوصاف اور اصول وضوابط اس نظام کا حصہ ہیں وہ کسی اور نظام میں نظر نہیں آتے۔

3 رسول اللہ ﷺ کے نظام معیشت کے اوصاف

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة[6] کی شان کے حامل رسول مکرم ﷺ نے جہاں دیگر شعبہ ہائے زندگی کیلئے نظام پیش فرمائے وہیں پر افراط و تفریط سے مبرہ معاشی نظام بھی پیش فرمایا جو معیشت سے متعلق ہر مسئلے کی نشاندہی کر کے اس کا بہترین حل پیش کرتا ہے۔ یہ نظام ہر قوم، ملت اور وطن کے عروج اور ترقی کا ضامن ہے جس میں نہ کسی کے حقوق کی پامالی ہے اور نہ ہی غیر عدلانہ تقسیم کا کوئی عنصر پایا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ نظام معیشت کے مطابق حق معیشت میں تمام انسان برابر ہیں تاہم درجات میں تفاوت موجود ہے جیسا کہ آیت مبارکہ ہےنحن قسمنا بینهم معیشتهم فی الحیوة الدنیا و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات [7]جبکہ دوسری مقام پر فرمایااللہیبسط الرزق لمن یشاء و یقدر [8]لیکن اس تفاوت کو بھی اعتدال میں رکھا گیاہے اور اسے ظلم کے مقام تک پہنچنے کی راہیں مسدود فرمادی گئیں۔ اسلام نے کسی شخص کے دولت کمانے پر پابندی نہیں لگائی بلکہ اسے اچھا قرار دیاہے جیسا کہ قرآن پاک میں حکم ہوا:

وَلاَ تُؤْتُواْ السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللّهُ لَكُمْ قِيَاماً[9]

اور تم بے سمجھوں کو اپنے (یاان کے) مال سپرد نہ کرو جنہیں اللہ نے تمہاری معیشت کی استواری کا سبب بنایاہے۔

اس بابت ایک اور حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ نے مجھے پیغام بھیجااور حکم فرمایا کہ میں اپنے کپڑے اور ہتھیار لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ جاؤں چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا میں آپ کے پاس آیا اس وقت آپ ﷺ وضو فرمارہے تھے آپ ﷺ نے میری طرف نظر اٹھائی پھر نیچے کرلی اور فرمایا "اے عمرو! میں چاہتا ہوں کہ تمہیں ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجوں، اللہ تعالی تمہیں مال غنیمت عطا فرمائے اور میں تمہارے لئے اچھے مال کی بڑی رغبت رکھتا ہوں"۔ میں نے عرض کیا: بے شک میں مال کی رغبت کی وجہ سے مسلمان نہیں ہوا میں تو صرف اسلام میں رغبت رکھتے ہوئے مسلمان ہوا ہوں تا کہ رسول اللہ ﷺ کی معیت میں آجاؤں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

- یاعمرو!نعم المال الصالح للمرء الصالح[10]

  اے عمرو! وہ اچھا اور بہترین مال ہے جو کسی نیک انسان کے پاس ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے حصول رزق کی فکر کو گناہوں کا کفارہ قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

- إنّ من الذّنوب ذنوبًا لا يكفرها الصلاة ولا الصيام ولا الحج ولا العمرة قالوا : فما يكفرها يا رسول االله؟ قال : الهموم في طلب المعيشة[11]

  گناہوں میں سے کچھ گناہ ایسے ہیں جن کا کفارہ نہ نماز ہے، نہ روزہ، نہ حج اور نہ ہی عمرہ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! پھر ان کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا: طلب معیشت کی فکر اور جدوجہد۔

جبکہ اس کے مقابلے میں فقر کے بارے فرمایا: ممکن ہے غربت وافلاس (کارد عمل) کفر کی حد تک پہنچ جائے۔ [12] رسول اللہ ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں کفر اور فقر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ [13]

3.1 نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی معاشی حکمت عملی

نبی رحمت ﷺ نے نظام زندگی کے اس اہم حصے یعنی معاشی پہلو پر خاص توجہ دی خصوصاجب ہجرت مدینہ ہوئی ریاست مدینہ بننے کا عمل ابھی شروع ہونا تھالیکن تاحال مہاجرین اپناسب کچھ مکہ ہی میں چھوڑ کر مدینہ آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ہنگامی بنیادوں پر مہاجرین وانصار کے درمیان رشتہ مؤاخات قائم فرمایاتاکہ اصحاب کو معاشی الجھنوں سے آزاد کرکے دعوت اسلام کے پھیلاؤاور ریاست کے قیام کی کاوشیں کیلئے کمربستہ کیاجائے۔ آپ ﷺ کے پیش کردہ معاشی نظام کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

3.2 سیاسی استحکام کی ضرورت

ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پہلے میثاق مدینہ جیسے امور کے ذریعے سیاسی استحکام قائم کیااور اس کے بعد یہود کے قائم کردہ چار بازاروں کے مقابلے میں اپنی اقتصادی منڈی قائم کی اور معاشی پالیسی کا اعلان فرمایا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ معاشی ترقی کیلئے سیاسی استحکام بہت ضروری ہے ورنہ معاشی کیلئے سب کاوشیں بے سود رہیں گی۔موجودہ حالات کا جائزہ لیاجائے توہمارے ہاں سیاسی عدم استحکام عروج پر ہے جس کی وجہ سے معاشی مسائل بھی کم ہونے کی بجائے بڑھتے جارہے ہیں۔لہذا ہمیں سیاسی استحکام کی اہمیت سمجھتے ہوئے اس پر خاص توجہ دینی چاہئے تاکہ معاشی ترقی کی راہیں ہموار ہوسکیں۔

3.3 خودکفالتی

آج کے تناظر میں ہمیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم خود کفیل ہوں۔ہر شخص خود کفیل ہونے کی کوشش کے ساتھ ساتھ وطن عزیز کوخود کفیل بنانے کی بھی کوشش کرے جس کی صورت یہ ہے کہ ملکی مصنوعات کوفروغ دیاجائے تاکہ درآمدات کی مد میں خطیر سرمایہ خرچ کرنے کی بجائے کسی اور مصرف میں لایاجاسکے۔مقامی معاشی وسائل پر انحصار کرنامعاشی ترقی کی ضمانت ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ نظام معیشت میں اپنے ہاتھ کی کمائی کی بہت تحسین کی گئی۔انسان میں یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ خود کفیل بنےاور دوسروں کادست نگرنہ ہو۔اس حوالے سے چند فرامین درج ذیل ہیں۔

- طلب كسب الحلال فريضة بعد الفريضة[14]
  حلال کمائی کی تلاش فرض(عبادات)کے بعد دوسرافرض ہے۔
- ما أكل أحد طعامًا قط، خيرا من أن يأكل من عمل يده وأنّ نبي الله داود كان يأكل من

عمل يده[15]

بہترین کھاناوہ ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے کما کر کھائے اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ سے کما کر کھایا کرتے تھے۔

خود کفیل بننے کی بجائے دوسروں کا دست نگر بننے کی مذمت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

- ما يزال الرّجل يسأل النّاس، حتّى يأتي يوم القيامة ليس في وجهه مزعة لحم[16]

آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ حاضر ہو گا تو اس کے چہرے پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہو گا۔

ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سے اپنی ضرورت بیان کر کے کسی چیز کا تقاضا کرنے لگا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر ایک چادر ہے جس کا ایک حصہ اوڑھ لیتے اور کچھ حصہ بچھا لیتے ہیں اور ایک پیالہ ہے جس سے ہم پانی پیتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ دونوں چیزیں میرے پاس لے آؤ، وہ شخص گیا اور جا کر یہ سامان لے آیا۔ آپ ﷺ نے یہ چیزیں لے کر مجلس میں اس کی بولی دی اور پوچھا کہ کوئی اس پیالے کی کتنی قیمت دے گا؟ ایک شخص نے کہا کہ میں ایک درہم دیتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا کوئی اس سے زیادہ دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے یہ سوال دو یا تین بار فرمایا۔ ایک اور شخص نے کہا کہ میں دو درہم دیتا ہوں۔ فرمایا لاؤ، اس طرح آپ ﷺ نے وہ چیزیں نیلام کر کے بیچ دیں۔

نبی کریم ﷺ نے وہ رقم لے کر اس شخص کو دی اور کہا کہ ایک درہم سے اپنے اہل خانہ کیلئے طعام خرید کر ان کو دے آؤ اور دوسرے درہم سے کلہاڑا خرید کر میرے پاس لے آؤ۔ جب وہ کلہاڑا لے آیا تو آپ ﷺ نے اس میں اپنے دست مبارک سے دستہ ٹھونک دیا اور اس سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ یہ کلہاڑا لے کر جنگل میں جاؤ، لکڑیاں کاٹو، لا کر بازار میں بیچو اور پندرہ دن تک میں تمہیں نہ دیکھوں۔ وہ شخص کلہاڑا لے گیا اور لکڑیاں کاٹ کر فروخت کرنے لگا۔ چند دن گزرے تو وہ شخص دوبارہ آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں حسب حکم حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے صورتحال کے بارے پوچھا تو اس نے بتایا کہ اسے دس درہم ملے تھے ان میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ سے اشیاء خورد و نوش تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **هذا خير لک من ان تجئ المسألة نكتة فی وجهک يوم القيامة** یعنی یہ (بات) اس سے بہتر ہے کہ مانگنے سے تیرے چہرے پر قیامت کے دن داغ ہوں۔[17]

3.4 رسد وطلب کی بنیاد پر قیمت کا تعین

رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ میں قائم کردہ اپنے بازار میں قیمت متعین کرنے کی بجائے اس کو کسی بھی چیز کی رسد اور طلب (Demand and Supply) پر چھوڑ دیا اس سے اشیاء کی قیمتیں مستحکم ہو جاتی ہیں نیز بائع و مشتری کے حقوق پر کسی قدغن کا شائبہ نہیں ہوتا۔ کسی بھی آزادانہ معاشی سرگرمی کیلئے یہ اصول بہت اہمیت کا حامل ہے۔

3.5 محنت کی عظمت کا تصور

ہمارے ہاں ایک غلط تصور یہ رائج ہو چکا ہے کہ ہمارے بہت سے لوگ بہت سے پیشوں کو اپنے خود ساختہ معیار سے کم تر سمجھتے ہوئے نہیں اپناتے اور کسی بڑے عہدے اور اہم پیشے کی تلاش میں رہنے کے دورانیے میں دوسروں کے رحم و کرم پر ہوتے ہیں۔ پھر گداگری کا سلسلہ ایک المیہ بن چکا ہے جس میں ایسے نوجوانوں کی بڑی تعداد ملوث ہے جو محنت کر کے کما سکتے ہیں۔ جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اس بات کی حوصلہ شکنی فرمائی اور صرف تین لوگوں کیلئے سوال جائز رکھا ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

- ان المسألة لا تصلح الا لثلاثة لذی فقر مدقع او لذی غرم مفظع او لذی دم موجع[18]
  سوال کرنا صرف تین لوگوں کیلئے جائز ہے: خاک نشین از حد فقیر، بے چین قرض دار اور جس پر خون کی دیت لازم ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سلسلے میں جو ہدایات ارشاد فرمائیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

- رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے ارشاد فرمایا **آجرت نفسی من خدیجة سفرتین بقلوص** [19]کہ میں نے خدیجہ کے دو سفروں میں ایک اونٹنی کے عوض مزدوری کی تھی۔

- آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:**لان یحتطب احدکم حزمة علی ظهره خیر له من ای یسال احدا فیعطیه او یمنعه**[20]کہ اگر کوئی شخص لکڑیوں کا گٹھا (بیچنے کے لئے) اپنی پیٹھ پر لیے پھرے تو اس سے اچھا ہے کہ کسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے پھر خواہ اسے کچھ دے یا نہ دے۔

  آپ ﷺ نے محنت اور کسب میں مشغولیت کی ترغیب دلاتے ہوئے فرمایا:

- إذا صليتم الصبح فلا تناموا عن طلب أرزاقكم، فإنّ نومة الصبحة يمنع الرّزق[21]
  جب صبح کی نماز ادا کر لو تو اپنے رزق کی طلب سے غافل ہو کر سو نہ جاؤ، کیونکہ صبح کی نیند رزق کو روکتی ہے۔

3.6 خرچ میں توازن

موجودہ تناظر میں ہمارے لئے ضروری ہے اپنے گھریلو زندگی سے لے کر اداروں اور حکومتی سطح تک اسراف سے بچا جائے۔ ہمیں

ہماری معیشت اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے۔ سرکاری مراعات اور مناصب میں اسراف کو چھوڑ کر سادگی کو پروان چڑھانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ عوام نے بہت قربانی دی اور دے رہے ہیں ہمارے حکمران طبقے اور اشرافیہ کو بھی درد دل رکھ کر اعتدال کی راہ اپنانا ہو گی۔

رسول اللہ ﷺ کے پیش کردہ معاشی نظام میں اسراف اور بخل دونوں سے منع کر کے اعتدال کی راہ اپنانے کا حکم دیا گیا ہے جیسا کہ حکم ہوا کُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا [22] دوسری جگہ فرمایا: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْراًo اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ [23] یوں ہی اللہ تعالی نے بندوں کی عمدہ صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَ الَّذِيْنَ اِذَاۤ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَ لَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا۔ [24] رسول اللہ ﷺ کے مبارک ارشاد ملاحظہ فرمایئے:

- إنّ الله كره لكم ثلاثا : قيل وقال، وإضاعة المال، وكثرة السّؤال.[25]

  اللہ تعالی نے تمہارے لئے تین چیزیں ناپسند فرمائی ہیں: قیل و قال، مال کے ضیاع اور کثرتِ سوال۔

- الإقتصاد في النفقة نصف المعيشة[26]

  خرچ میں اعتدال آدھی معیشت ہے۔ ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- ما عال من اقتصد[27] جس نے میانہ روی اختیار کی وہ محتاج نہیں ہو گا۔

انفاق فی سبیل اللہ بہت بڑی نیکی ہے کئی مقامات پر اس کی پر زور ترغیب دی گئی ہے لیکن اس میں بھی توازن کا دامن تھامے رکھنے کا حکم دیا گیا تا کہ انسان کے ذاتی اور متعلقہ لوگوں کے حقوق متاثر نہ ہوں۔ سیرت طیبہ سے اس سے مثال کچھ یوں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

- أمسک علیک بعض مالک فهو خیر لک[28]

  اپنے مال میں سے کچھ بچا لو یہ تمہارے حق میں بہتر رہے گا۔

تب حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: خیبر (کی زمین) میں جو میرا حصہ ہے وہ میں نے بچا لیا ہے۔

یوں ہی جب حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ میں اپنا کل مال خدا کی راہ میں بذریعہ وصیت دے دوں؟ تو نبی

رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- أن تدع ورثتک أغنياء خير من أن تدعهم عالة يتكففون النّاس في أيديهم[29]

اپنے ورثاء کو صاحب مال چھوڑنا اس سے بہتر ہے کہ وہ محتاج رہ جائیں اور بھیک مانگتے پھریں۔

3.7 سود کا خاتمہ

سود کی لعنت کسی بھی معاشرے میں کئی طبقات کے استحصال کا باعث ہے۔ اس سے امیر مزید امیر جبکہ غریب غربت کی دلدل میں مزید پھنستا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے نظام معیشت میں اس کی بھرپور مذمت کی گئی حتی کہ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے ،سود دینے والے، سود لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر لعنت فرمائی نیز فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔[30] سود کی سنگینی کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے نبی رحمت ﷺ نے بہت کم امور کے بارے اس قدر شدت سے حکم فرمایا کہ اس کے مرتکب پر لعنت فرمائی ہو لیکن سود میں ملوث کو لعنتی قرار دیا ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارا ملک اور ہمارا معاشرہ اس لعنت میں بری طرح جکڑا ہوا ہے۔

آج کے تناظر میں ہمیں ایکسٹرنل سے پہلے انٹرنل سود کو ترجیحی بنیادوں پر ختم کرکے ملک پاکستان میں معاشی ترقی کی راہیں ہموار کرنی ہوں گی۔ جیسا کہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے اپنے خاندان کے سود اور قتل کے خاتمے کا اعلان فرمایا تھا لہذا ہمیں بھی ملکی سود کو پہلے ختم کرنا ہوگا۔ جبکہ موجودہ حالات یہ ہیں کہ انٹرنل سود کے اعداد و شمار خطرناک حد تک بڑھ گئے ہیں ہمارے بنکوں میں شرح سود بائیس فیصد چل رہی ہے تو ایسی لعنتوں کے بسیرے میں رحمتوں اور برکات کا نزول کیسے ہوگا؟ اگر ابھی بھی سخت اقدامات نہ کئے جائیں تو مزید ابتری کے لیے تیار رہیں کیونکہ قرآن کا یہ واضح اعلان ہے کہ و من اعرض عن ذكری فان له معيشة ضنكا و نحشره يوم القيمة اعمى[31] (کہ جو شخص میرے ذکر سے منہ موڑے گا ہم اس کی معیشت کو تنگ کردیں گے اور قیامت کے دن اسے اندھا کرکے اٹھائیں گے)۔

سود کو بیع کی مثل کہہ کر کفار نے جائز کہنے کی کوشش کی تو قرآن نے اس کا واضح اعلان کردیا کہ بیع اور سود ایک چیز نہیں بلکہ دونوں میں فرق ہے۔ ان دونوں کے درمیان کئی فرق ہیں جن میں سے ایک واضح فرق یہ ہے کہ بیع میں دولوگوں کے درمیان باہمی رضامندی سے اشیاء کا تبادلہ ہوتا ہے جبکہ قرض میں ایک مجبور آدمی قرض لیتے ہوئے اپنے ذمے زائد رقم اس لئے مان لیتا ہے کہ وہ مجبور ہوتا ہے اس کی حقیقی رضامندی نہیں ہوتی۔ جب اس میں حقیقی رضامندی نہیں ہوتی تو ان دونوں میں فرق واضح ہوگیا۔

سودی معاملات کرنے سے ظاہری طور پر مال بڑھتا ہوا نظر آتا ہے لیکن یہ دھوکہ اور سراب کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اس کا نتیجہ ہمیشہ استحصال اور مفلسی ہی نکلتا ہے جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمادیا:

- إن الربا وإن كثر فإن عاقبته تصير إلى قل[32]
  سود، اگرچہ بہت زیادہ ہو لیکن اس کا انجام کمی کی طرف لوٹنا ہی ہے۔

3.8 کفالتِ عامہ کا نظام

قرآن مجید کے حکم تعاونوا على البر والتقوى [33] کا اہم ترین عنصر معاشی زندگی میں ایک دوسرے کی مدد کرنا ہے جس کا نتیجہ کفالت عامہ کے نظام کی صورت میں نکلتا ہے۔ سیرت طیبہ میں اس کی کئی مثالیں ہیں خصوصا حضور نبی اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست مدینہ کے قیام کے بعد اسلامی نظام کے نفاذ کا جو پہلا قدم اٹھایا وہ مواخاتِ مدینہ " کے نام سے معروف ہے۔ یہ مواخات کفالت عامہ کی بڑی مثال ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں معاشی پریشانی کو تصور ہی مفقود ہو گیا اور امداد باہمی کا نظام پروان چڑھا۔

مواخات مدینہ کا قیام اس وقت کی بات ہے جب حدود و تعزیرات یا دیگر اسلامی احکام کا اجراء نہ کیا گیا تھا۔ حتی کہ سود اور بہت سے دیگر محرمات کا بھی اجراء نہ ہوا تھا۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلامی انقلاب کا آغاز معاشرے میں معاشی استحکام سے ہوا اور دیگر امور بعد میں لائے گئے۔ امدادِ باہمی اور کفالت عامہ کے تصور کے تحت اسلام نے پورے معاشرے کے حوالے سے یہ ریاست کی ذمہ داری قرار دی ہے کہ جو افراد محض اپنے وسائل سے اپنی جائز ضروریات کی کفالت نہیں کر سکتے ان کا بوجھ معاشرہ ان کے ساتھ مل کر اٹھائے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے عہد مبارک کے ایک قبیلے کی اس خصوصیت کو پسند کرتے ہوئے اس کا بطور خاص ذکر فرمایا ہے کہ جب ان میں سے بعض کے پاس اشیاء خورد و نوش اور معیشت کے دیگر اسباب ختم ہو جاتے ہیں تو پھر ان کا معمول یہ ہوتا:

- ما كان عندهم في ثوب واحد ثم اقتسموه بينهم في إناء واحد بالسّوية فهم منّي وأنا منهم.[34]
  ان میں سے جس جس کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ سب ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں اور ایک برتن کے ذریعے آپس میں برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔ پس ان کے اسی عملی ایثار کے باعث میں ان کو اپنے میں سے اور خود کو ان میں سے قرار دیتا ہوں۔

اس کا مظاہرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ اس کی ایک مثال حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا یہ عمل

ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہ نے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰى تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ[35](تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے کوئی چیز خرچ نہ کرو) کی قرآنی ترغیب پر اپنی قیمتی جائیداد مستحق اعزہ میں تقسیم کردی جس کے بارے صحیح بخاری میں درج ذیل الفاظ آئے ہیں:

- فقسّمها أبو طلحة في أقاربه وبني عمّه.[36]

  پس حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

کفالت عامہ کے تصور کے بارے حضور نبی اکرم ﷺ کا درج ذیل ارشاد گرامی بہت اہمیت کا حامل ہے:

- فأيّما مؤمن ترک مالا فليرثه عصبته من کانوا فإن ترک دينا أو ضياعاً فليأتني فأنا مولاه[37]

  جو مؤمن بھی مال چھوڑ کر مرے گا اس کے وارث اس کے عصبہ (قریبی رشتہ دار) ہوں گے وہ جو کوئی بھی ہوں۔ اگر وہ اپنے ذمہ دین (قرض) یا بچے (جن کے پاس کچھ بھی نہ ہو) چھوڑ کر مرا تو وہ قرض اور یتیم بچے میرے ذمہ ہیں اور میں ہی ان کا والی ہوں (یعنی ان کی کفالت کروں گا اور ان پر مال خرچ کروں گا)۔

ترمذی شریف کی درج ذیل روایت اس تصور کی ایک اہم مثال ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں کچھ دراہم ہدیہ پیش کئے گئے۔ آپ ﷺ نے انہیں چٹائی پر ڈال ڈالا اور وہ رقم حاجت مندوں میں تقسیم فرما دی۔ بعد ازاں ایک ضرورت مند نے آکر سوال کیا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

- ما عندى شى ولکن ابتع عليّ فإذا جائنى شى قضيته[38]

  اس وقت میرے پاس کچھ نہیں بچا لیکن تو بازار سے میرے نام پر اپنی تمام ضرورتیں خرید لے۔ جب ہمارے پاس پیسے آجائیں گے ہم اپنا اُدھار چکا دیں گے۔

اس باب میں حکومت کی ذمہ داری کس قدر ہے اس تصور کی وضاحت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے بخوبی ہو جاتی ہے:

- إنّ الله فرض على الأغنيآء في أموالهم بقدر ما يکفى فقراء هم[39]

  اللہ تعالیٰ نے مال داروں پر ان کے سرمایہ دولت میں سے اس قدر انفاق فرض کیا ہے جس سے ان کے معاشرے کے ضرورت مندوں کی حاجات پوری ہو جائیں۔

3.9 نظام زکوۃ وصدقات

ہمیں اپنے نظام پر توجہ دینے کی ضرورت ہے کیونکہ زکوۃ کے نظام کو مؤثر انداز میں مرتب کر کے اس پر سختی سے عمل در آمد کروانے سے معیشت کو سہارا مل سکتا ہے۔ اس سے دولت چند لوگوں کے ہاتھوں ہی میں رہنے کی بجائے گردش کر کے کمزور طبقات کیلئے آسرا ہوگی جو کہ منشائے قرآنی ہے كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ۔[40] جہاں یہ فوائد ملیں گے وہیں ملکی معیشت پر بھی اس کے مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔ مدنی نظام معیشت میں زکوۃ وصدقات کی بہت اہمیت ہے زکوۃ صاحب ثروت لوگوں پر فرض اور ان کے اموال کی تطہیر کا ذریعہ قرار دے دی گئی۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی حیات ظاہری میں اصحاب کے ذریعے زکوۃ جمع کی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوۃ کے خلاف باقاعدہ جنگ کا اعلان فرمایا۔

3.10 معدنی ذخائر کی تلاش

وطن عزیز بھی کئی طرح کی معدنی نعمتوں سے مالا مال ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کے حصول کیلئے درکار لوازمات اور وسائل کا انتظام کر کے ماہرین کی مدد سے انہیں نکالا جائے۔ کسی بھی ملک کی معاشی ترقی کے عوامل میں معدنی ذخائر کی بہت اہمیت ہے۔ کئی ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں جن کی معاشی خوش حالی میں بہت بڑا دخل معدنیات کا ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کی اہمیت کی پیش نظر اس کی طرف بھی توجہ دلائی اور فرمایا:

اطلبو الرّزق في خبايا الأرض[41]

تم اپنی روزی کو زمین کے پوشیدہ خزانوں میں تلاش کرو۔

3.11 ملکی قوانین کی پاسداری

جو قوانین احکام شرح کے مخالف نہ ہوں ایسے ملکی قوانین پر عمل درآمد کرنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ یہ اطاعت امیر کے ضمن میں آتے ہیں اور امیر کی اطاعت کو رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ معاشی اعتبار سے بھی ایسے قوانین جو ملکی مفادات کے پیش نظر وضع کئے گئے ان پر عمل کرنا ضروری ہوگا۔ جس کی ایک بڑی مثال سمگلنگ ہے جو ہمارے ملکی قانون کے مطابق درست نہیں ہے اور ہمارے ہاں سمگلنگ اس درجہ ہے کہ ہمارے ایک ملک سے دو اور بردار ملک چل رہے ہیں بلکہ اجناس اور دیگر اشیائے خورد و نوش کی سمگلنگ کا سلسلہ تو وسط ایشیائی ممالک تک پھیلا ہوا ہے۔ جس کے نتیجے میں ہم مہنگائی اور قلتِ اشیاء جیسے مسائل کا سامنا کر رہے ہیں۔

ہمیں اس کی روک تھام کیلئے سخت اقدامات کرنے ہوں گے۔ ہمیں اپنی سرحدوں پر نگرانی کو بڑھانا ہوگا تاکہ اجناس، اشیائے خوردونوش اور ڈالر کی قیمتوں کو کنٹرول کیا جاسکے۔ پچھلے دنوں تھوڑا سا شکنجہ کسنے کے بہتر نتائج سامنے آچکے ہیں۔

3.12 نظام مضاربت کا فروغ

سودی معاملات سے چھٹکارے کیلئے نظام مضاربت کا فروغ بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے ہنرمند لیکن راس المال (Capital) کی عدم دستیابی کی وجہ کاروبار نہ کرسکنے والوں کی مالی امداد ہوجاتی ہے جبکہ دوسری طرف ایسے لوگ جن کے پاس سرمایہ ہوتا ہے لیکن کاروبار کیلئے وقت نہیں ہوتا ان لوگوں کا پیسہ کسی طرف لگنے کے بعد مالی فائدہ بھی ہوتا ہے نیز اس سے کاروباری اور صنعتی امور کو فروغ ملنے کی وجہ سے دولت گردش میں آجاتی ہے جس کا نتیجہ معاشی ترقی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اسی لئے علماء وفقہاء کرام نے اہل ثروت لوگوں کیلئے مضاربت پر رقم دینے کو مستحب قرار دیا ہے۔ لہذا یہ بھی وقت کی ضرورت ہے کہ حکومت اور صاحب ثروت لوگ ہنرمند اور تجربہ کار لوگوں کو مضاربت پر رقم فراہم کرکے ملکی معاشی ترقی میں کردار ادا کریں۔

3.13 مؤاخات و معاونت کا فروغ

جس طرح پہلے بھی بیان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد فوری طور پر انصار اور مہاجرین کے درمیان رشتہ مؤاخات قائم کیا جس سے معاشی استحکام نصیب ہوا۔ سیرت طیبہ کے اس پہلو کی روشنی میں ہمیں آج بھی مؤاخات اور معاونت کے سلسلے کو پروان چڑھانا چاہئے۔ امداد باہمی کے رویے فروغ پانے چاہئیں۔ صاحب ثروت لوگوں کو چاہئے کہ وہ کمزور طبقات کی مالی اعانت کرکے ان کو معاشی آسودگی مہیا کریں۔ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ نے درج ذیل فرامین ارشاد فرمائے:

- من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له، ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له، قال: فذكر من أصناف المال ما ذكر حتّى رأينا أنه لا حق لأحد منّا في فضل[42]
  تم میں سے جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہے وہ اس کو لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے۔ جس کے پاس ضرورت سے زائد سامان خوردونوش ہے وہ اسے لوٹا دے جس کے پاس نہیں ہے۔ اسی طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختلف اصنافِ مال کا ذکر فرماتے رہے یہاں تک کہ ہم نے سمجھا کہ ضرورت سے زائد کسی بھی شے میں ہمارا حق نہیں رہا۔

عام حالات میں تو انسان مال اپنے تک من چاہی مقدار میں سنبھال کر رکھے لیکن ہنگامی حالات میں مذکورہ بالا فرمان ضرور یاد رکھنا چاہئے۔

پاکستان کے موجودہ حالات میں اس پر عمل کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے ایک اور مقام پر فرمایا:

- یا ابن آدم، إنّک أن تبذل الفضل خیر لک وإن تمسکه شرّ لک ولا تلام علی کفاف وابدأ بمن تعول[43]

اے ابن آدم! ضرورت سے زائد مال خرچ کر دینا تیرے لیے زیادہ اچھا ہے۔اور اگر تو اس مال کو خرچ کرنے سے روک لے گا تو یہ تیرے لیے باعث شر ہو گا۔ البتہ بقدر ضرورت بچا کر رکھنا تمہارے لیے باعث عار نہیں ہو گا اور انفاق کا آغاز اپنے قرابت داروں سے کر۔

- ابغونی الضعفاء فانما تنصرون و ترزقون بضعائکم[44]

(مالی و جسمانی طور پر) کمزور لوگوں کی تلاش میں میری مدد کرو۔ تم میں سے کمزور لوگوں ہی کی وجہ سے تمھاری مدد کی جاتی ہے اور ان ہی کی وجہ سے تمھیں رزق دیا جاتا ہے۔

3.14 تجارت میں امانتداری کا فروغ

رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے نظام معیشت میں جہاں سود اور اس جیسی دیگر برائیوں کی مذمت کی گئی وہیں پر امانت و دیانت سے کی گئی تجارت کی حوصلہ افزائی فرمائی۔رسول اللہ ﷺ نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا:

- إنّ التّجار یبعثون یوم القیامة فجارا إلّا من اتقی االله وبرّ وصدق[45]

قیامت کے دن تاجر فاسق و فاجر اٹھیں گے مگر یہ کہ جنہوں نے پرہیز گاری، بھلائی اور سچائی سے کاروبار کیا ہو (تو وہ اس حالت میں نہیں اٹھیں گے)۔

- التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشهداء[46]

سچا اور امانتدار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

نبی رحمت ﷺ کے معاشی نظام میں اسی بات کو پسند کیا گیا انسان حلال رزق کی طلب میں مصروف و مگن رہے۔

- إنّ االله یحب أن یری العبد محترفًا[47]

بے شک اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے بندے کو پیشہ ور دیکھے۔

3.15 احتکار و اکتناز کی روک تھام

آج کے تناظر میں دیکھا جائے تو ہمارے ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ ذخیرہ اندوزی ہے کوئی اجناس اور دیگر اشیائے ضروریہ کو ذخیرہ کرنے

کی دوڑ میں لگا ہے تو کوئی ڈالر کے انبار لگا رہا ہے جس باعث ہمارے ہاں مہنگائی اور اس جیسے دیگر عفریت قابو سے باہر ہیں۔ یہ ذخیرہ اندوزی کی دو صورتوں کا نام ہے یعنی احتکار سے مراد اجناس اور ضروریات زندگی کی دوسری اشیاء کو ناحق ذخیرہ کرنا جبکہ اکتناز سے مراد زر کی ذخیرہ اندوزی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی کثیر احادیث میں اس کی حرمت اور مذمت بیان کی گئی ہے۔

چونکہ ایسا عمل اس لئے کیا جاتا ہے کہ چیزوں کو روک کر بھاؤ میں اضافہ ہونے دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا

- من احتکر حکرة یرید ا ن یغلی بها علی المسلمین فهو خاطئ[48]
  جس نے مسلمانوں میں قیمت بڑھانے کی غرض سے ذخیرہ اندوزی کی وہ خطاکار ہے۔

لیکن اس کام میں ملوث ہوئے بغیر معاشرے کے فائدے کیلئے مال و دولت کی گردش کرنے والے کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بشارت بھی دی فرمایا:

- الجالب مرزوق والمحتکر ملعون[49]
  تاجر کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ اندوزی کرنے والا لعنت کا مستحق ہے۔

جبکہ دوسری طرف سخت وعید ارشاد فرمائی:

- من احتکر علی المسلمین طعامهم ضربه الله بالجذام والافلاس[50]
  کہ جو شخص مسلمانوں سے ان کی اشیائے خورد و نوش روک کر ذخیرہ اندوزی کرے گا اللہ تعالی اسے کوڑھ (کے مرض) اور مفلسی میں مبتلا فرمادے گا۔

یوں ہی لوگوں کی تکلیف کا باعث بننے والی اس کی دیگر صورتیں مثلاً قمار، ملامسہ، منابذہ اور بیع حصاہ وغیرہ کو بھی منع کر دیا گیا۔

4 معاشی استحکام کے لیے چند عملی تجاویز

رسول اللہ ﷺ کے عطا کردہ نظام معیشت کی روشنی میں چند ایسی تجاویز پیش کی جا رہی ہیں جن پر عمل کر کے معاشی آسودگی کا سامان کیا جا سکتا ہے۔ ان میں کچھ تجاویز ایسی ہیں جن کا تعلق صاحب اقتدار طبقے اور ارباب حل و عقد سے ہے جبکہ کچھ کا تعلق نجی اور معاشرتی سطح کے لوگوں سے ہے۔ ان تجاویز پر عمل کر کے ہم وطن عزیز کی معاشی بدحالی کو دور کرنے میں اپنا حصہ ملا سکتے ہیں۔

4.1 حکومتی سطح کے اقدامات

i. اقتصادی تباہی کا سبب بننے والے مظاہر (مثلاً پر تکلف کھانا پینا، اضافی پروٹوکول، نمود و نمائش اور اسراف) کو ختم کرنے کے

لیے اہل اقتدار فعال کردار ادا کریں۔

ii. معاشرے میں پائے جانے والی معاشی طبقاتی تفاوت کو ختم کرکے معاشرے کے تمام افراد کی عزت و تکریم کا خیال رکھا جائے۔

iii. صنعتی وزرعی سیکٹرز اور حکومتی و پرائیویٹ دفاتر سے حاصل ہونے والے منافعوں کو تقسیم کیا جائے تاکہ ہر کام کرنے والا شخص اپنے خاندان کے حقوق کو اچھے طریقے سے ادا کر سکے اور کام کرنے والا محنتی طبقہ اقتصادی مصائب کی چکی میں نہ پستا رہے۔

iv. سمگلنگ، جوا، سٹہ بازی اور ڈرگ مافیا وغیرہ میں ملوث لوگوں سے نمٹنے کیلئے قوانین بنائے جائیں جن کے ذریعے ایسے عناصر کو سخت سزا دی جائے۔

v. حکومت اور عوام کے درمیان باہمی اعتماد بڑھانے اور اقتصادی مسائل کم کرنے کیلئے ٹیکس اور اقتصادی امور کی انجام دہی میں مختلف تنظیموں کے لوگوں کو بھی شریک کیا جائے۔

vi. حکومتی اور مختلف اداروں کے دفاتر میں غیر ضروری اخراجات کو کم کیا جائے اور کارکنوں کے حقوق کی ادائیگی کے لیے سہولیات دی جائیں تاکہ حرام مال کھانے اور رشوت کے مواقع کم ہو جائیں۔

vii. ٹیکس کے نظام میں منصفانہ تبدیلی لائی جائے تاکہ ہر شخص خوش دلی سے ٹیکس ادا کرے اور کوئی شخص ناجائز سرمایہ اکٹھا نہ کرے۔ نیز ٹیکس سے بچنے کے لیے ناجائز طریقے استعمال کرنے والوں سے نمٹا جائے جن کے اس رویے کی وجہ سے حکومتی خزانہ خالی رہتا ہے لہذا اس رویہ کا مناسب طریقے سے سدِباب کیا جائے۔

4.2 انفرادی سطح کے اقدامات

i. صاحب ثروت لوگوں کو چاہیے کہ اسلام کے دیئے ہوئے مضاربت کے اصولوں کے مطابق ایسے ہنر مند لوگوں کو کاروبار کے مواقع دیئے جائیں جو سرمائے کی کمی کی وجہ سے محروم رہتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کم از کم ان لوگوں کو معاشی بہتری اور ترقی کیلئے قرض حسنہ دینا چاہیے تاکہ وہ باعزت کاروبار شروع کر سکیں۔

ii. صاحب ثروت لوگ اپنے مال میں غرباء کا حق سمجھتے ہوئے ان کی امداد کریں خصوصاً سفید پوش طبقات کو بہتر زندگی گزارنے کے مواقع مہیا کرنے کی کوشش کریں۔

iii. معاشرے کے تمام طبقات اپنی زندگی میں میانہ روی اور اعتدال کو فروغ دیں اور اپنے اخراجات میں اسراف سے مکمل اجتناب کریں۔

iv. صاحب ثروت لوگ اپنی طاقت و قدرت کے مطابق مفت یا مناسب فیس پر سکول، کالج اور فنی تعلیم کے ادارے کھولیں تاکہ غریب اور متوسط لوگوں کے بچوں کو فری تعلیم حاصل کرنے کے مواقع میسر آسکیں۔

v. امیر طبقے کو رہائشی مکانات بنا کر متوسط اور غریب لوگوں کو آسان قسطوں پر بیچ دینے کا سلسلہ شروع کرنا چاہئے یا ان رہائشی مکانات کو سستے کرایوں پر دینا چاہیے تاکہ ان کے رہائشی مسائل حل ہوں اور ان کے لیے زندگی گزارنا آسان ہو جائے۔

نیز حکومتی اور ذاتی سطح پر اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی ضروریات اور تعیشات میں فرق کیا جائے اور اس کے مطابق اپنے اخراجات کے مصارف کا تعین کیا جائے تاکہ دولت بے جا خرچ ہونے کی بجائے ضرورت کی جگہ خرچ ہو سکے۔

یہ ایسی عملی تجاویز ہیں کہ جن کے ذریعے اسلام کی منشاء کے مطابق غریب لوگوں کو امیر لوگوں کے مال میں شریک کیا جاسکتا ہے اور اس طرح دولت صرف ایک طبقہ کے ہاتھ میں رہنے کی بجائے غریب لوگوں تک بھی پہنچتی ہے اور ان کی ضروریات پوری ہوتی رہتی ہیں۔ یہ تمام امور اسلامی احکام کے مطابق ہیں جن سے معاشی اور معاشرتی ترقی یقینی ہے۔

5 خلاصہ بحث

رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو جب اللہ تعالی نے ہمارے لئے بہترین اسوہ قرار دیا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ دیگر شعبوں کی طرح معاشی امور میں بھی آپ ﷺ کے عطا کردہ نظام میں ہماری ترقی اور بہتری کا سامان موجود ہے۔ یہ ایسا نظام ہے جو دیگر معاشی نظاموں کے مقابلے میں افراط و تفریط اور استحصالی امور سے بالکل پاک ہے۔ اس نظام میں ہر فرد اور ہر طبقے کے حقوق و فرائض کا خیال رکھا گیا ہے اور ایسے معاشی قوانین دیئے گئے ہیں جن سے نہ کسی کا استحصال ہوتا ہے اور نہ ہی کسی کو بے دریغ اور حد سے زیادہ فوائد ملتے ہیں کہ وہ دوسروں کی تکلیف کا باعث بن جائے۔ اس معاشی نظام میں حدود و قیود کا خیال رکھتے ہیں تمام جائز ذرائع سے دولت کمانے کی مکمل اجازت ہے لیکن اس دولت میں دوسروں کا حق بھی رکھا گیا ہے تاکہ غیر فطری معاشرتی تفاوت اور حقوق کی پامالی کا سدباب کیا جائے۔

حوالہ جات

1 فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، قاہرہ: دارالحدیث، تحت لفظ عیش

Fairūz Ābādī, Muḥammad ibn Yaqūb, al-Qāmūs al-Muḥīṭ, (Qāhirah: Dār al-Ḥadīth), taḥt lafẓ ʿaysh.

2 What is Economics?, Department of Economics, University of Buffalo, North Campus, https://arts.sciences.buffalo.edu/economics/about/what-is-economics.

3 القرآن2:29

Al-Qur'ān 2:29

4 القرآن20:15

Al-Qur'ān 20:15

5 القرآن 6:11

Al-Qur'ān 6:11

6 القرآن21:33

Al-Qur'ān 21:33

7 القرآن32:43

Al-Qur'ān 32:43

8 القرآن26:13

Al-Qur'ān 26:13

9 القرآن5:4

Al-Qur'ān 4:5

10 البخاری، محمد بن اسماعیل ، الأدب المفرد ، باب المال الصالح للمرء الصالح ،رقم الحدیث 299

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Adab al-Mufrad, Bāb al-Māl al-Ṣāliḥ li-l-Marʾ al-Ṣāliḥ, raqm al-ḥadīth 299.

11 الطبرانی،سلیمان بن احمد ، المعجم الأوسط،قاہرہ: دارالحرمین، رقم الحدیث 102

Al-Ṭabarānī, Sulaymān ibn Aḥmad, al-Muʿjam al-Awsaṭ, Qāhirah: Dār al-Ḥaramayn, raqm al-ḥadīth 102.

12 البیہقی، ابوبکر احمد بن حسین ،شعب الإیمان، ریاض :مکتبه الرشد للنشر والتوزیع،رقم الحدیث 6612

Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn, Shuʿab al-Īmān, Riyadh: Maktabat al-Rushd li-Nashr wa al-Tawzīʿ, raqm al-ḥadīth 6612

13 النسائی ،ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب، سنن النسائی، کتاب السہو، باب التعوذ في دبر الصلاة، مؤسسة الرسالة ،رقم الحدیث 1347

Al-Nasāʾī, Abū ʿAbd al-Raḥmān Aḥmad ibn Shuʿayb, Sunan al-Nasāʾī, Kitāb al-Sahw, Bāb al-Taʿawwudh fī Dubr al-Ṣalāh, Muʾassasat al-Risālah, raqm al-ḥadīth 1347.

14 التبریزی ،محمد بن عبداللہ خطیب ،مشکوۃ المصابیح، کتاب البیوع، باب الکسب و طلب الحلال، فصل ثالث، بیروت: المکتب الاسلامی، رقم الحدیث 2781

Al-Tabrīzī, Muḥammad ibn ʿAbd Allāh Khaṭīb, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb al-Kasb wa Ṭalab al-Ḥalāl, Faṣl Thālith, Bayrūt: al-Maktab al-Islāmī, raqm al-ḥadīth 2781.

15 البخاری ، محمد بن اسماعیل ، الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب کسب الرجل، بیروت: دار طوق النجاۃ ،رقم الحدیث 1966

Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb Kasb al-Rajul, Bayrūt: Dār Ṭawq al-Najah, raqm al-ḥadīth 1966.

16 ایضا ، کتاب الزکاۃ، باب من سأل الناس تکثرا، رقم الحدیث 1405

Ibid, Kitāb al-Zakāh, Bāb Man Saʾala al-Nās Takthirā, raqm al-ḥadīth 1405.

17 ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث، السنن ،کتاب الزکوۃ ، باب ما تجوز فیہ المسئلۃ، دار الرسالۃ العالمیۃ، رقم الحدیث 1641

Abū Dāwūd, Sulaymān ibn Ashʿath, al-Sunan, Kitāb al-Zakāh, Bāb Mā Tajūzu Fīhi al-Mas'alah, Dār al-Risālah al-ʿĀlamīyah, raqm al-ḥadīth 1641.

18 ایضا

Ibid

19 البیہقی، احمد بن حسین، السنن الکبری، بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2003ء،رقم الحدیث 11647

Al-Bayhaqī, Aḥmad ibn Ḥusayn, al-Sunan al-Kubrā, Bērūt: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 2003 CE, raqm al-ḥadīth 11647.

20 البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الشرب والمساقاۃ، باب بیع الحطب والکلا، رقم الحدیث 2374

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Shurb wal-Masāqah, Bāb Bayʿ al-Ḥaṭb wal-Kullā, raqm al-ḥadīth 2374.

21 الهندی، علی بن حسام الدین ، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال ، رقم الحدیث 9299

Al-Hindi, ʿAlī ibn Ḥusām al-Dīn, Kanz al-ʿUmmāl fī Sunan al-Aqwāl wal-Afʿāl, raqm al-ḥadīth 9299.

22 القرآن20:7

Al-Qur'ān 20:7

23 القرآن17:26-27

Al-Qur'ān 17: 26-27

24 القرآن25:67

Al-Qur'ān 25:67

25 البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الزکاۃ، باب قول اللہ تعالی : لا یسألون النّاس إلحافا،رقم الحدیث 1407

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Zakāh, Bāb Qawl Allāh Taʿālā: "Lā yas'alūna al-nās ilhāfā", raqm al-ḥadīth 1407.

26 الطبرانی، المعجم الأوسط ، رقم الحدیث 6744

Al-Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Awsaṭ, raqm al-ḥadīth 6744.

27 الطبرانی، سلیمان بن احمد ،المعجم الکبیر،مکتبه ابن تیمیه ،رقم الحدیث 10118

Al-Ṭabarānī, al-Muʿjam al-Awsaṭ, raqm al-ḥadīth 6744.

28 البخاری ، الجامع الصحیح، رقم الحدیث 6690

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, raqm al-ḥadīth 6690.

29 ایضا ، کتاب النفقات، باب فضل النفقة، رقم الحدیث 5039

Ibid, Kitāb al-Nafaqāt, Bāb Fadl al-Nafaqah, raqm al-ḥadīth 5039.

30 القشیری ، مسلم بن حجاج ، الجامع الصحیح ، باب لعن آکل الربا ومؤکله،بیروت:، دار احیاء التراث ، رقم الحدیث 4093

Al-Qushayrī, Muslim ibn Ḥajjāj, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Bāb Laʿn Ākil al-Ribā wa Muʾakkilih, Beirut: Dār Aḥyāʾ al-Turāth, raqm al-ḥadīth 4093.

31 القرآن124:20

Al-Qur'ān 20:124

32 التبریزی ، مشکوة المصابیح، کتاب البیوع، باب الربا، فصل ثالث، رقم الحدیث 2827

Al-Tabrīzī, Mishkāt al-Maṣābīḥ, Kitāb al-Buyūʿ, Bāb al-Ribā, Faṣl Thālith, raqm al-ḥadīth 2827.

33 القرآن2:5

Al-Qur'ān 2:5

34 البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الشرکة، باب الشرکة فی الطعام، رقم الحدیث 2354

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Shurakā, Bāb al-Shurakā Fī al-Ṭaʿām, raqm al-ḥadīth 2354.

35 القرآن92:3

Al-Qur'ān 3:92

36 البخاری ، الجامع الصحیح ، کتاب الزکاة، باب الزکاة علی الأقارب، رقم الحدیث 1392

Al-Bukhārī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Zakāh, Bāb al-Zakāh ʿalā al-Aqrāb, raqm al-ḥadīth 1392.

37 ایضا ، کتاب تفسیر القرآن، باب اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ،رقم الحدیث 4503

Ibid, Kitāb Tafsīr al-Qurʾān, Bāb al-Nabīyu Awlā Bil-Muʾminīna Min Anfusihim, raqm al-ḥadīth 4503.

38 الترمذی، محمد بن عیسی، الشمائل المحمدیة،دمشق: دارالفجاء ،ج2، ص 294

Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsá, Al-Shamāʾil Al-Muḥammadiyyah, Damascus: Dār al-Fajā', vol. 2, p. 294.

39 سعید بن منصور، السنن، ریاض: دار الصمعی للنشر والتوزیع ،رقم الحدیث 931

Saʿīd ibn Manṣūr, Al-Sunan, Riyadh: Dār al-Ṣumayʿī lil-Nashr wal-Tawzīʿ, raqm al-ḥadīth 931.

40 القرآن7:59

Al-Qur'ān 59:7

41 البیهقی ، ابوبکر احمد بن حسین ،شعب الإیمان،رقم الحدیث 1234

Al-Bayhaqī, Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn, Shuʿab al-Īmān, raqm al-ḥadīth 1234.

42 القشیری ، الجامع الصحیح ، کتاب اللقطة، باب استحباب المؤاساة بفضول المال،رقم الحدیث 1728

Al-Qushayrī, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Liqṭah, Bāb Istiḥbāb al-Muʾāsāh bi-Faḍl al-Māl, raqm al-ḥadīth 1728.

43 ایضا ، كتاب الزكاة، باب بيان أن اليد العليا خير من اليد السفلى،رقم الحديث 1036

Ibid, Kitab al-Zakat, Bab Bayan An al-Yad al-ʿUliya Khayr Min al-Yad al-Sufla, raqm al-ḥadīth 1036.

44 ابو داؤد ، السنن ،كتاب الجهاد، باب فى الانتصار،رقم الحديث 2594

Abu Dawud, al-Sunan, Kitab al-Jihad, Bab Fi al-Intisar, raqm al-ḥadīth 2594.

45 الترمذی، السنن ، كتاب البيوع عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في التجار، رقم الحديث 1210

Al-Tirmidhi, al-Sunan, Kitab al-Buyu' 'an Rasul Allah ﷺ, Bab Ma Ja'a fi al-Tujjar, raqm al-ḥadīth 1210.

46 ایضا، رقم الحدیث1209

Ibid, Hadith No: 1209

47 حكيم ترمذي، ابو عبدالله محمد بن على ،نوادر الأصول في معرفة أحاديث الرسول،دمشق: دارالنوادر ،ج1، ص 405

Hakim al-Tirmidhi, Abu Abdullah Muhammad ibn Ali, Nawadir al-Usul fi Ma'rifat Ahadith al-Rasul, Damascus: Dar al-Nawadir, vol 1, P 405.

48 نیشاپوری، ابوعبد الله محمد بن عبدالله الحاكم، المستدرک على الصحيحين، کراچی: قدیمی کتب خانه، رقم الحديث 2211

Nayshapuri, Abu Abdullah Muhammad ibn Abdullah al-Hakim, al-Mustadrak ala al-Sahihain, Karachi: Qadeemi Kutub Khana, raqm al-hadith 2211.

49 ابن ماجه ، محمد بن يزيد ،السنن ،باب الحكرة والجلب ،بيروت: دار احياء الكتب العربية ، رقم الحديث 2153

Ibn Mājah, Muḥammad ibn Yazīd, al-Sunan, Bāb al-Ḥikrah wal-Jalb, Bayrūt: Dār Aḥyā’ al-Kutub al-‘Arabiyyah, raqm al-ḥadīth 2153.

50 المنذری ، عبدالعظيم بن عبدالقوى ، الترغيب والترهيب ، بيروت: دارالكتب العلميه ،ج 2، ص 583

Al-Mundhirī, ‘Abd al-‘Aẓīm ibn ‘Abd al-Qawī, al-Targhīb wa al-Tarhīb, Bayrūt: Dār al-Kutub al-‘Ilmīyah, vol’ 2, P 583.